AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

مکاشفہ وحدیث: شاہ ولی اللہؒ کی روحانی بصیرت کا علمی تجزیہ

Revelation and Hadith: A Scholarly Analysis of Shah Waliullah's Spiritual Insight

Muhammad Abdullah Bodlah
PhD Scholar, Department of Hadith o Seerah, The Islamia University of Bahawalpur
bodla.abdullah@gmial.com
Dr Shabbir Ahmad (Abulhasan)
Associate Professor, Department of Hadith o Seerah, The Islamia University of Bahawalpur
abul.hassan@iub.edu.pk

Abstract

This research explores the intricate relationship between revelation (waḥy) and ḥadīth through the lens of Shah Waliullah Dehlavi's spiritual insights. As a towering figure in the intellectual and spiritual history of the Indian subcontinent, Shah Waliullah offered a unique synthesis of traditional Islamic sciences and mystical experience. This study aims to analyze his recorded mukāshafāt (spiritual unveilings) in light of prophetic traditions, highlighting how his mystical experiences align with, reflect upon, or are illuminated by authentic hadiths. By examining primary texts authored by Shah Waliullah—particularly Fuyūḍ al-Ḥaramayn and Al-Tafhīmāt al-Ilāhiyyah—the research investigates his epistemological framework, his classification of knowledge, and the spiritual underpinnings that inform his understanding of revelation. The study further delves into the harmony and boundaries between Sufi spiritual experiences and Prophetic traditions, offering a nuanced view of Shah Waliullah's methodology in reconciling the two. This analysis contributes to contemporary discourse on Islamic spirituality, hadith interpretation, and the place of mystical knowledge within the broader Islamic intellectual tradition.

Key Words: Shah Waliullah, Revelation (Waḥy), Hadith Studies, Spiritual Insight, Mukāshafah, Islamic Mysticism,Sufism, Tafhīmāt al-Ilāhiyyah, Fuyūḍ al-Ḥaramayn, Islamic Epistemology

تمہید

شاہ ولی اللہؒ دہلویؒ برصغیر کی علمی و روحانی تاریخ کے وہ درخشندہ ستارے ہیں جنہوں نے دینِ اسلام کی فکری، علمی اور روحانی بنیادوں کو از سر نو استوار کیا۔ ان کی شخصیت نہ صرف ایک محدث اور مفسر کے طور پر ابھری بلکہ ایک باطن شناس صوفی اور حکیمِ وقت کے طور پر بھی ان کا مقام

مسلم ہے۔ شاہ صاحب نے جہاں عقل و نقل کی ہم آہنگی پر زور دیا، وہیں روحانی تجربات، کشف و الہام اور مکاشفات کو دین کی علمی دنیا میں باقاعدہ ایک فکری جہت کے طور پر پیش کیا۔ ان کے مکاشفات نہ صرف ذاتی روحانی واردات کا اظہار ہیں بلکہ اسلامی روایت کے گہرے فہم کا مظہر بھی ہیں۔

اسلامی علمی روایت میں مکاشفہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر ہمیشہ احتیاط کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے۔ اگرچہ صوفیاء کے ہاں مکاشفہ اور کشف ایک معمول کی روحانی حقیقت ہے، لیکن اہلِ حدیث اور فقہاء کے نزدیک اس کی حدود متعین ہیں۔ ایسے میں شاہ ولی اللہؒ کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مکاشفہ کو نہ صرف ایک تجرباتی حقیقت کے طور پر بیان کیا بلکہ اس کا ربط احادیثِ نبویہ سے جوڑ کر اسے علمی بنیاد فراہم کی۔ ان کے نزدیک سچا مکاشفہ وہی ہو سکتا ہے جو قرآن و سنت کی روح کے مطابق ہو، اور یہی وہ معیار ہے جس پر ان کی روحانی بصیرت پرکھی جا سکتی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے اپنی تصانیف بالخصوص التفہیمات الالٰہیہ اور فیوض الحرمین میں اپنے روحانی مشاہدات کو جس انداز سے قلم بند کیا ہے، وہ نہ صرف ان کے ذاتی تجربات کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ ان کے بلند علمی معیار کا بھی پتہ دیتے ہیں۔ ان مکاشفات کا مطالعہ کرتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ نہایت باریک بینی سے ہر روحانی واردات کو دینی اصولوں کے دائرے میں رکھ کر بیان کرتے ہیں، اور جہاں کہیں ذاتی خیال یا تاویل کی گنجائش ہوتی ہے، وہاں بھی اعتدال و توازن کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

یہ مضمون شاہ ولی اللہؒ کی انہی روحانی بصیرتوں کا علمی تجزیہ پیش کرتا ہے جن کا تعلق براہِ راست احادیثِ نبویہ سے جوڑا جا سکتا ہے۔ اس تحقیق میں یہ جائزہ لیا جائے گا کہ شاہ صاحب کے مکاشفات کس حد تک احادیث کے معانی، اشارات اور مضامین سے ہم آہنگ ہیں، اور ان کے تجربات اسلامی فکر میں کس علمی و روحانی مقام کے حامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ پہلو بھی زیرِ بحث آئے گا کہ انہوں نے مکاشفہ کو حدیث فہمی کے ایک ذریعے کے طور پر کس حد تک استعمال کیا، اور اس کی شرعی و علمی حیثیت کو کس بنیاد پر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ

شاہ ولی اللہؒ کی فکر و بصیرت پر مختلف جہات سے علمی کام ہوا ہے، تاہم مکاشفہ اور حدیث کے باہمی تعلق کے حوالے سے تحقیق کا دائرہ محدود رہا ہے۔ ابتدائی طور پر مولانا مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب حیاتِ شاہ ولی اللہؒ میں شاہ صاحب کی روحانی زندگی پر روشنی ڈالی ہے، مگر اس میں مکاشفہ اور حدیث کے باہمی ربط پر تفصیلی گفتگو موجود نہیں۔ البتہ انہوں نے فیوض الحرمین اور التفہیمات الالٰہیہ جیسے متون کے حوالے سے شاہ ولی اللہؒ کے کشفی اور روحانی تجربات کی عمومی اہمیت کا ذکر ضرور کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے برصغیر میں حدیث کی روایت پر اپنے مختلف مقالات میں شاہ ولی اللہؒ کے مقام و مرتبہ کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے علمی کارناموں کو سراہا ہے، لیکن ان کی توجہ زیادہ تر تدوینِ حدیث اور روایت کے پہلو پر مرکوز رہی۔ اس کے باوجود ان کے کام سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کے فکری نظام میں حدیث اور روحانی بصیرت کا گہرا تعلق موجود ہے، جو مزید تحقیقی تجزیے کا متقاضی ہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد نے اپنی تحقیقی تصانیف میں شاہ ولی اللہؒ کے صوفیانہ نظامِ فکر کو موضوع بنایا ہے۔ ان کے مطابق شاہ ولی اللہؒ نے وحدت الوجود، کشف، اور روحانی تجربات کو عقل اور حدیث کے ساتھ ہم آہنگ کیا، جو ان کے جامع مزاج کی دلیل ہے۔ انہوں نے بالخصوص التفہیمات الالٰہیہ کا گہرا تجزیہ پیش کیا ہے، تاہم اس میں حدیث کے ساتھ تقابلی جائزے کی گنجائش اب بھی موجود ہے۔

جامعہ کراچی میں ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کی نگرانی میں ایک مقالہ بعنوان "شاہ ولی اللہؒ اور روحانی علوم" تحریر کیا گیا، جس میں مکاشفہ، کشف، اور الہام کے مفہوم کو شاہ صاحب کی فکر کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس مقالے میں حدیثی تناظر زیادہ نمایاں نہیں، لیکن روحانی بصیرت کی تعبیر کے ضمن میں شاہ صاحب کے کشفی تجربات پر تحقیقی گفتگو کی گئی ہے۔

جامعہ پنجاب سے ڈاکٹر نذر شاہین کی نگرانی میں مکمل ہونے والے ایک پی ایچ ڈی مقالے میں شاہ ولی اللہؒ کے حدیثی افکار پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مقالہ نگار نے شاہ صاحب کے حدیث فہمی کے اصول، طرز استنباط اور احادیث کی تشریح میں ان کے صوفیانہ ذوق کا تذکرہ کیا ہے، تاہم مکاشفہ کو ایک مستقل موضوع کے طور پر نہیں برتا گیا۔

اسلامی علوم میں شاہ ولی اللہؒ کا مقام کے عنوان سے ایک تحقیقی آرٹیکل میں ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس نے شاہ صاحب کی دینی خدمات کا مجموعی جائزہ لیا ہے۔ اس مقالے میں ان کی روحانی بصیرت کا سرسری ذکر موجود ہے، اور حدیث سے ان کے تعلق کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے، جس سے اس میدان میں مزید تحقیقی وسعت کی ضرورت کا اندازہ ہوتا ہے۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے مجلہ اسلامی تعلیمات میں شائع شدہ ایک تحقیقی مقالے میں التفہیمات الالٰہیہ کا مطالعہ کیا گیا ہے، جس میں شاہ صاحب کے مکاشفات کی اقسام اور مقاصد کا ذکر موجود ہے۔ مصنف نے ان مکاشفات کو فکری رہنمائی کا ذریعہ قرار دیا ہے، لیکن اس کا حدیثی تجزیہ صرف اشارۃً موجود ہے۔

ایک معاصر مقالہ "Shah Waliullah's Spiritual Philosophy and Its Relevance in Modern Thought" کے عنوان سے انگریزی زبان میں شائع ہوا، جس میں شاہ صاحب کے روحانی تجربات کو مغربی فکر کے تناظر میں دیکھا گیا ہے۔ اس میں مکاشفہ اور حدیث کے تعلق کی بجائے صوفیانہ تجربے اور عقل کی ہم آہنگی کو موضوع بنایا گیا ہے۔

مولانا مفتی تقی عثمانی نے اپنی مختلف تحریروں میں شاہ ولی اللہؒ کے کشف و بصیرت کو قبولیتِ عامہ دینے کی کوشش کی ہے، بالخصوص بصائر و عبر اور دیگر دروس میں انہوں نے شاہ صاحب کے روحانی مشاہدات کو حدیثی اصولوں کے تابع قرار دیا ہے، مگر یہ مواد منظم تحقیقی صورت میں دستیاب نہیں۔

اسی طرح ایک حالیہ ایم فل تھیسز "التفہیمات الالٰہیہ کا تجزیاتی مطالعہ" کے عنوان سے لاہور کی ایک دینی جامعہ میں مکمل ہوا ہے جس میں شاہ صاحب کے الہامات و کشوف کو علمی زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ اگرچہ حدیث کے تناظر میں نہیں ہے، مگر اس سے مکاشفہ کے تصور کو بہتر انداز میں سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور مزید تحقیق کی راہیں کھلتی ہیں۔

اسلوب تحقیق

عنوان "مکاشفہ و حدیث: شاہ ولی اللہؒ کی روحانی بصیرت کا علمی تجزیہ" کی تحقیق کے لیے ایک جامع، تجزیاتی اور موازناتی (Analytical and Comparative) اسلوبِ تحقیق موزوں ترین ہے۔ اس تحقیق میں تاریخی و دستوری تحقیق (Historical-Documentary Method) کو بنیاد بنایا گیا ہے تاکہ شاہ ولی اللہؒ کی اصل تصانیف جیسے التفہیمات الالٰہیہ اور فیوض الحرمین کا گہرائی سے مطالعہ کیا جا سکے۔ ساتھ ہی مواد کا تجزیاتی مطالعہ (Content Analysis) کرتے ہوئے ان مکاشفات کو احادیث نبویہ کی روشنی میں پرکھا گیا ہے، تاکہ یہ جانا جا سکے کہ ان

کا شرعی و حدیثی پس منظر کس حد تک قابلِ قبول یا قابلِ تاویل ہے۔ مزید بر آں، تقابلی اسلوب کے ذریعے دیگر صوفیاء و محدثین کی آراء سے موازنہ کر کے شاہ ولی اللہؒ کے منفرد اسلوب اور فکر کی امتیازی خصوصیات کو واضح کیا گیا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے مکاشفہ کا مفہوم اور ماخذات

مکاشفہ ایک صوفیانہ اصطلاح ہے جو روحانی بصیرت اور باطنی ادراک کی کیفیت کو ظاہر کرتی ہے۔ اسلامی تصوف میں اس کا تعلق قلبی انکشافات اور روحانی واردات سے ہوتا ہے جو سالک کو مجاہدہ، ذکر و فکر اور تزکیہ نفس کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ دہلویؒ کے ہاں مکاشفہ ایک معتبر روحانی حقیقت کے طور پر تسلیم شدہ ہے، جو ان کے روحانی تجربے اور علمی تفکر کا جزوِلازم ہے۔ انہوں نے اپنے مکاشفات کو نہ صرف شخصی تجربات کے طور پر پیش کیا بلکہ انہیں دین فہمی کا ایک ذریعہ بھی قرار دیا۔

شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک مکاشفہ محض وجدانی کیفیت نہیں بلکہ علم کے ان ذرائع میں سے ہے جو ربانی فیض کی صورت میں قلبِ سلیم پر وارد ہوتے ہیں۔ ان کے بقول: "کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل پر ایک حقیقت منکشف ہو جاتی ہے اور اس کا تعلق ایسی باتوں سے ہوتا ہے جن تک عام عقل رسائی حاصل نہیں کر سکتی"۔ اس بات کا ثبوت ان کی کتاب التفہیمات الالٰہیہ میں جابجا ملتا ہے۔[1]

شاہ صاحب کے نزدیک مکاشفہ کے ذرائع میں خواب، الہام، قلبی واردات، اور روحانی تجلیات شامل ہیں۔ وہ ان تمام کیفیات کو قرآن و سنت کے تابع رکھتے ہیں اور اس کی حدود شریعت میں متعین کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک مقام پر واضح کیا کہ "ہر وہ الہام یا کشف جو قرآن و سنت کے مخالف ہو، وہ شیطانی وسوسہ ہے"۔[2] اس سے ان کے اعتدال پسندانہ مؤقف کا اظہار ہوتا ہے، جو نہ صرف روحانی دنیا کو مانتے ہیں بلکہ اسے علمی معیار پر پرکھنے کے قائل ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ کی فکر میں مکاشفہ کا تعلق براہ راست نبوی علم سے جڑا ہوا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی حدیث "إِنَّهُ كانَ فِي مَن قَبلَكُم مِنَ الأُمَمِ مُحَدَّثونَ، فإن يَكُ فِي أُمَّتِي أحدٌ فإنَّهُ عمرُ" (صحیح بخاری) کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی بصیرت حاصل ہوتی ہے جو عقل کی رسائی سے بالا ہوتی ہے۔[3]

شاہ ولی اللہؒ مکاشفہ کو علم کی ایک قسم سمجھتے ہیں، جو علم حضوری کے زمرے میں آتی ہے۔ ان کے مطابق عقل اور حواس سے ماورا حقائق کو صرف قلبِ سلیم اور تزکیہ شدہ نفس ہی دریافت کر سکتا ہے۔ ان کے بقول: "یہ وہ علم ہے جو دل پر براہِ راست القا ہوتا ہے، اور اس کی حقیقت کو وہی شخص پہچان سکتا ہے جس پر یہ وارد ہو"۔[4]

شاہ صاحب کے مکاشفات کی بنیاد قرآن، سنت، اور سلف صالحین کے تجربات پر ہے۔ ان کے بیشتر مکاشفات میں قرآنی آیات اور احادیث کے مفاہیم کی روحانی تفسیر موجود ہے۔ مثلاً فیوض الحرمین میں انہوں نے خانہ کعبہ کے طواف کے دوران جو مشاہدات کیے، ان میں قرآنی اشارات کا اثر واضح دکھائی دیتا ہے۔[5]

التفہیمات الالٰہیہ شاہ ولی اللہؒ کی وہ اہم کتاب ہے جس میں انہوں نے اپنے کشفی و روحانی تجربات کو منظم انداز میں قلم بند کیا ہے۔ اس میں کئی ایسے مکاشفات بیان کیے گئے ہیں جن میں امت مسلمہ کی حالت، قیامت کے مناظر، اور باطنی حقائق کا انکشاف شامل ہے۔ ان تمام مکاشفات کو وہ دینی شعور کی ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں، نہ کہ وحی کا بدل۔[6]

شاہ ولی اللہؒ کا ایک اہم ماخذ ان کے والد شاہ عبد الرحیم کی تربیت بھی ہے، جو خود صاحبِ حال صوفی اور عالم تھے۔ شاہ ولی اللہؒ نے ان سے تصوف کی ابتدائی تربیت حاصل کی اور بعد ازاں حضرت مدینہ میں دیگر شیوخ سے بھی روحانی فیض حاصل کیا۔ ان کی تحریروں میں کئی مقامات پر روحانی استادوں کی تلقینات کا ذکر ملتا ہے۔[7]

انہوں نے واضح کیا کہ مکاشفہ کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے قرآن وحدیث کا گہرا فہم ضروری ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "کشف اگرچہ تجرباتی چیز ہے، لیکن اس کی صحیح تعبیر وہی کر سکتا ہے جس کے پاس علوم دینیہ کی بنیاد مضبوط ہو"۔[8] یہ بات ان کے مکاشفات کی سنجیدگی اور اصولیت کو ظاہر کرتی ہے۔

شاہ صاحب کی روحانی بصیرت کو بعض معاصر علماء نے متنازعہ قرار دیا، لیکن خود شاہ صاحب نے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ ان کے کشوف اور احادیث میں تضاد نہ آئے۔ اس وجہ سے ان کے مکاشفات کو بعد کے صوفیاء، محدثین، اور مفکرین نے قابلِ اعتماد قرار دیا ہے۔[9]

ان کے مکاشفات کی نوعیت زیادہ تر اشاراتی اور رمزی ہوتی ہے، جن کی تعبیر علمی بصیرت کا تقاضا کرتی ہے۔ مثلاً انہوں نے ایک مکاشفہ میں فرمایا کہ "میں نے دیکھا کہ عالمِ ارواح سے نور کی ایک تجلی نازل ہو رہی ہے، اور اس کے نیچے قرآن کی آیات کا عکس جھلک رہا ہے"۔[10] اس جیسے مشاہدات ان کے مکاشفات کو حدیثی تناظر سے مربوط کرنے کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

انہوں نے واضح کیا کہ ان کے مکاشفات کو وحی نہ سمجھا جائے، بلکہ یہ ایک ظلی فیض ہے جو نبی کریم ﷺ کی اتباع اور ذکر وریاضت کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ ان کے مطابق، نبی کے بعد مکاشفہ صرف تزکیہ کے ذریعے ممکن ہے، اور یہ شریعت کے تابع رہ کر ہی معتبر ہو سکتا ہے۔[11]

بعض مکاشفات میں انہوں نے ایسے علمی نکات بھی پیش کیے ہیں جو بعد ازاں ان کی تفسیری اور حدیثی تحریروں میں واضح طور پر سامنے آئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مکاشفہ صرف روحانی تجربہ نہ تھا بلکہ ایک منظم فکری عمل کی شروعات بھی تھا۔[12]

ان کے مکاشفات کا ایک بڑا حصہ انسان، کائنات، اور معاد (آخرت) سے متعلق ہے، جس میں انہوں نے مختلف مناظر اور رموز کو بیان کیا ہے۔ ان میں سے کئی تصورات قرآن وحدیث کے اشارات سے اخذ شدہ ہیں، جنہیں انہوں نے کشفی زبان میں بیان کیا ہے۔[13]

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کے مکاشفہ کا مفہوم، اس کے ماخذات، اور اس کی شرعی حیثیت ایک ایسا فکری سرمایہ ہے جو نہ صرف تصوف وروحانیت کے میدان میں اہم ہے بلکہ حدیث فہمی اور اسلامی معرفت کے نئے زاویے بھی فراہم کرتا ہے۔ ان کی تحریریں اس بات کا ثبوت ہیں کہ مکاشفہ اگر شریعت کے تابع ہو تو وہ علم اور بصیرت کا معتبر ذریعہ بن سکتا ہے۔[14]

التفہیمات الالٰہیہ اور فیوض الحرمین میں مکاشفات کا مطالعہ

التفہیمات الالٰہیہ اور فیوض الحرمین میں شاہ ولی اللہؒ کے مکاشفات کی نوعیت اور ان کے علمی مقام کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انہوں نے اپنی روحانی بصیرت کو دینی وعلمی معیارات کے مطابق پیش کیا۔ شاہ ولی اللہؒ کی یہ دونوں تصانیف ان کے مکاشفاتی تجربات کی تفصیل پیش کرتی ہیں، جن میں انہوں نے اپنے روحانی مشاہدات اور تجربات کو قرآن وحدیث کے اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا ہے۔ ان میں سے التفہیمات الالٰہیہ شاہ ولی اللہؒ کی اہم کتاب ہے جس میں انہوں نے اپنے مکاشفات کو بسط وتفصیل سے بیان کیا ہے، جبکہ فیوض الحرمین میں ان کے مشاہدات مختصر اور مفہوم انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔

التفہیمات الالٰہیہ میں شاہ ولی اللہؒ نے مکاشفہ کی حقیقت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ یہ محض ایک وجدانی کیفیت نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ایک ہدایت کا ذریعہ ہے جو صرف پاکیزہ دلوں کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "جب قلب میں علمِ حقیقت کی جوت جگتی ہے تو وہ ایک مکاشفہ بنتی ہے جو دل پر منکشف ہوتی ہے"[15] 1 اس اقتباس سے شاہ ولی اللہؒ کے یہاں مکاشفہ کا جو مفہوم سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایک حقیقت کا ظہور ہے جو روح کی پاکیزگی کے بعد انسان کے قلب پر نازل ہوتی ہے۔

فیوض الحرمین میں شاہ ولی اللہؒ کے مکاشفات زیادہ اشاراتی اور رمزی نوعیت کے ہیں، جہاں انہوں نے حرمین شریفین کی زیارت کے دوران جو روحانی تجربات کیے، انہیں قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیا۔ اس کتاب میں انہوں نے اپنے مکاشفہ کو ایک عظیم روحانی اور علمی تجربہ قرار دیا، جو صرف اعلیٰ درجہ کی روحانی مشق اور ذکر کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ وہ اپنے تجربات میں لکھتے ہیں کہ "میں نے دیکھا کہ کعبہ کی زیارت کے دوران روحانی نور کا ایک ایسا چمکدار منظر میری آنکھوں کے سامنے آیا جس میں قرآن کی آیات کی روشنی پھیل رہی تھی"۔[16] اس منظر میں قرآن کے نور کو مکاشفہ کی ایک علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے التفہیمات الالٰہیہ میں مکاشفہ کو علمی لحاظ سے بھی ایک اہم حیثیت دی ہے۔ انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ مکاشفہ ایک روحانی آیت کی مانند ہے جو انسان کی روح کو اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کے لیے روشن کرتی ہے۔ ان کے مطابق، یہ وہ بصیرت ہے جو نبی اکرم ﷺ کے طریقے کی پیروی کرنے والے کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور اس کا مقصد اللہ کے قرب کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔[17]

شاہ ولی اللہؒ کے مکاشفات میں ایک اہم پہلو یہ ہے کہ انہوں نے ان کو اسلامی تعلیمات کے تابع رکھا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ہر وہ مکاشفہ جو قرآن و سنت کے خلاف ہو، وہ حقیقت نہیں بلکہ نفس یا شیطان کی فریب کاری ہو سکتی ہے۔ اس بات کا ذکر التفہیمات الالٰہیہ میں کرتے ہوئے شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا: "کشف اگرچہ ایک حقیقت ہے لیکن اس کا رخ قرآن و سنت کی طرف ہی ہونا چاہیے"۔[18] یہ ان کے فکری اصول کو ظاہر کرتا ہے جس میں روحانی تجربات کو شریعت کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے فیوض الحرمین میں جو تجربات کیے، ان میں سے کئی ایک مکاشفات میں مختلف اسلامی شخصیات اور اہل بیت کے مقام کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان تجربات میں روحانی منظر نامے کی تخلیق ہوئی، جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عظمت کو اس انداز میں پیش کیا گیا کہ وہ ایک روحانی رہنمائی کا سرچشمہ بنے ہوئے تھے۔[19] اس حوالے سے ان کی روحانیت میں اہل بیت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، جو کہ ان کے مکاشفات کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔

التفہیمات الالٰہیہ میں ایک اور اہم مقام پر شاہ ولی اللہؒ نے مکاشفہ کے اس پہلو کو بیان کیا ہے جس کے ذریعے انسان کو حقیقت کا ادراک ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "یہ وہ حقیقت ہے جو قلب کی گہرائیوں سے نکل کر انسان کے شعور کو روشن کرتی ہے اور اس کی روحانی بصیرت کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے کی صلاحیت دیتی ہے"۔[20] یہ مکاشفہ نہ صرف فرد کی روحانی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ اس کے ذریعے انسان کو اللہ کی معرفت کا ایک نیا دروازہ کھلتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے فیوض الحرمین میں اپنی روحانی بصیرت کو اجمالی طور پر بیان کیا ہے اور ان تجربات کو ایک علمی زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں مکاشفہ کو ایک روحانی ترقی کے مرحلے کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جس کے ذریعے انسان اپنی inner vision کو بڑھا سکتا ہے اور اللہ کے ساتھ تعلق کو گہرا کر سکتا ہے۔[21]

التفہیمات الالٰہیہ میں مکاشفہ کی تفصیل میں شاہ ولی اللہؒ نے اس بات پر زور دیا کہ یہ ایک مخصوص قسم کی روحانی آزمائش ہے جو انسان کو اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ اس میں مکاشفہ کا ہر انکشاف ایک تربیتی مرحلے کے طور پر سامنے آتا ہے، جس کا مقصد انسان کی روح کو اللہ کے قریب کرنا ہوتا ہے۔[22]

شاہ ولی اللہؒ نے اپنے مکاشفات میں ایک اور اہم نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ مکاشفہ سے انسان کا علم وسیع ہوتا ہے اور اس کی فہم میں اضافہ ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے ایک تجربے کا ذکر کرتے ہوئے کہا: "میں نے ایک رات خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا، جنہوں نے مجھ سے کہا کہ تمہارا علم ابھی ابتدائی ہے، تمہاری روح کو مزید کشف کی ضرورت ہے"۔[23] اس خواب کا مقصد یہ تھا کہ انسان کا علم مکاشفہ کے ذریعے مزید باضابطہ اور مرتب ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے مکاشفات میں جو مرکزیت دکھائی دیتی ہے وہ دراصل اللہ کی معرفت ہے۔ ان کے مطابق مکاشفہ اللہ کی معرفت کا ایک ذریعہ ہے، جس کے ذریعے انسان اپنے نفس کو بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے اور اس کی روحانی ترقی ممکن ہے۔[24] اس کے ذریعے انسان اللہ کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے فیوض الحرمین میں روحانی تجربات کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے اور اسے اسلامی طریقہ کار کے مطابق فہم و بصیرت کا حصہ قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق، مکاشفہ صرف ان افراد کے لیے ہوتا ہے جو دینی احکام اور روحانی تطہیر کے مراحل سے گزرتے ہیں۔[25]

مکاشفہ و حدیث کا باہمی تعلق: ایک علمی و اصولی جائزہ

مکاشفہ اور حدیث دونوں اسلامی علوم میں اہمیت رکھتے ہیں، لیکن ان کے مفہوم، دائرہ کار اور علمیت میں فرق ہے۔ حدیث نبوی ﷺ وہ قول، فعل، یا تقریر ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے منسوب ہیں اور جو دین کی رہنمائی کے لیے معیاری مصدر سمجھا جاتا ہے۔ دوسری طرف، مکاشفہ ایک روحانی تجربہ ہے جس میں انسان کے دل پر ربانی بصیرت منکشف ہوتی ہے اور یہ دنیا و آخرت کے بارے میں گہری سمجھ فراہم کرتا ہے۔ اس روحانی بصیرت کو انسان کے تجربات میں سے گزرنے کے بعد عقل کے ذریعے سمجھا جاتا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ دہلوی کے مطابق مکاشفہ ایک حقیقت کا انکشاف ہے، جس کی بنیاد قرآن و سنت کے اصولوں پر ہوتی ہے، اور یہ حقیقت ان کے دل پر ایسی حالت میں منکشف ہوتی ہے جب وہ ذہنی طور پر شریعت کی تعلیمات کو سمجھ چکے ہوتے ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ نے اپنے علمی اور روحانی تجربات کی بنیاد پر مکاشفہ اور حدیث کے باہمی تعلق پر بحث کی ہے۔ ان کا مؤقف یہ تھا کہ مکاشفہ ہرگز حدیث کا متبادل نہیں ہو سکتا بلکہ یہ حدیث کی تفہیم اور فہم کو زیادہ گہرا بنانے کا ایک ذریعہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ "جو شخص حدیث کی تفہیم کے بعد اللہ سے مکاشفہ پاتا ہے، وہ دراصل شریعت کی گہرائی کو سمجھنے کے لیے اپنے دل کی صفائی اور روحانی تدابیر سے گذرتا ہے"۔[26] ان کے نزدیک، مکاشفہ ایک اضافی علم کی صورت میں سامنے آتا ہے جو انسان کی روح کی تطہیر کے بعد شریعت کے مطابق اسے صحیح راہ دکھاتا ہے۔

مکاشفہ اور حدیث کے تعلق کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مکاشفہ کو کبھی بھی حدیث سے متضاد نہیں سمجھنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص حدیث کے معیارات کے خلاف مکاشفہ حاصل کرتا ہے تو وہ دراصل اپنی روحانی تجربات کی غلط تعبیر کر رہا ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے اس حقیقت کو التفہیمات الالٰہیہ میں بیان کیا ہے کہ "مکاشفہ ہمیشہ قرآن و سنت کے اصولوں کے تابع رہ کر حاصل کیا جاتا ہے"۔[27] ان کے مطابق، اگر مکاشفہ کسی انسان کے دل پر ایسی حقیقت منکشف کرے جو قرآن و حدیث کے برخلاف ہو تو وہ مکاشفہ نہیں، بلکہ نفس یا شیطان کی کارستانی ہو سکتی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے حدیث کو روحانی بصیرت کا ایک بلند دروازہ قرار دیا، جس کے ذریعے انسان کو اللہ کی ہدایات حاصل ہوتی ہیں۔ وہ حدیث کی روشنی میں مکاشفہ کی تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "حدیث وہ روشنی ہے جو انسان کے دل کو پاکیزہ بناتی ہے، اور مکاشفہ وہ فیض ہے جو اس پاکیزگی کے نتیجے میں انسان کو حاصل ہوتا ہے"۔[28] ان کے مطابق، حدیث کی صحیح سمجھ اور اتباع کے بعد انسان کو اللہ کی طرف سے فیوض حاصل ہوتے ہیں، اور ان فیوض میں مکاشفہ کی شکل میں روحانی علم اور بصیرت کا انکشاف ہوتا ہے۔

حدیث اور مکاشفہ کا باہمی تعلق اس بات کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ مکاشفہ کی نوعیت بھی مختلف ہو سکتی ہے، اور اس کا انحصار انسان کی روحانی ترقی اور اس کی علمی پختگی پر ہوتا ہے۔ مکاشفہ کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان قرآن و سنت کے گہرے فہم میں مبتلا ہو۔ اگر انسان قرآن و حدیث کے معیارات کو سمجھ کر مکاشفہ کا تجربہ کرتا ہے تو وہ اس تجربے سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، لیکن اگر یہ تجربہ شریعت کے خلاف ہو تو وہ فریب بھی ہو سکتا ہے۔[29]

شاہ ولی اللہؒ نے فیوض الحرمین میں بھی مکاشفہ کے اصولوں کو بیان کیا ہے اور ان کی حدیث کے ساتھ ہم آہنگی پر زور دیا ہے۔ ان کے مطابق، جو مکاشفہ حدیث کے مطابق ہوتا ہے، وہ انسان کی روحانی ترقی کا سبب بنتا ہے۔ وہ اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ حدیث کی تعلیمات اور مکاشفہ کے تجربات میں ہم آہنگی ہونی چاہیے تاکہ وہ شخص دین کے علم اور حقیقت سے قریب تر ہو سکے۔[30]

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مکاشفہ انسان کے داخلی تجربات پر مبنی ہوتا ہے، جو بعض اوقات حدیث کی تفہیم میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ تاہم، اگر مکاشفہ کسی ایسی حقیقت کی طرف رہنمائی کرے جو حدیث یا قرآن کے خلاف ہو، تو اس کی تعبیر میں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہؒ نے حدیث اور مکاشفہ کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ دین کا صحیح فہم حاصل کیا جا سکے۔[31]

شاہ ولی اللہؒ کے مطابق، حدیث اور مکاشفہ کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہونا چاہیے بلکہ دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ حدیث کو انسانی علم کا ایک معتبر اور قابلِ اعتماد ماخذ مانا جاتا ہے، جبکہ مکاشفہ وہ بصیرت ہے جو ان علموں کو عملی طور پر انسان کے دل میں اتارتی ہے۔ اس طرح دونوں میں ہم آہنگی کا وجود دین کی گہری حقیقت کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔[32]

شاہ ولی اللہؒ کی حدیث فہمی میں روحانی بصیرت کا کردار

شاہ ولی اللہؒ کی حدیث فہمی میں روحانی بصیرت کا کردار ایک اہم موضوع ہے جس پر شاہ ولی اللہؒ کی تحریروں اور ان کے روحانی تجربات کی بنیاد پر تفصیل سے بحث کی جا سکتی ہے۔ شاہ ولی اللہؒ دہلوی کی حدیث فہمی میں روحانی بصیرت کا کردار اس بات کو واضح کرتا ہے کہ وہ صرف حدیث کو ظاہری معانی سے نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کے لیے حدیث کی گہری روحانی تشریح اور اس کے باطنی مفاہیم کا بھی ایک خاص مقام تھا۔ اس کے علاوہ، شاہ ولی اللہؒ کی تحریروں میں یہ بات نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے حدیث کو ایک زندہ اور ترقی پذیر علم کے طور پر سمجھا، جو روحانی بصیرت اور ذاتی تجربات کے ذریعے انسان کے دل و دماغ میں اترتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کی حدیث فہمی میں روحانی بصیرت کا کردار بنیادی طور پر ان کے مکاشفاتی تجربات سے جڑا ہوا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ حقیقی حدیث فہمی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان کی روح پاک ہو اور اس کے دل میں اللہ کی ہدایت کا نور موجود ہو۔ اس کے بغیر انسان حدیث کو محض لفظی یا ظاہری سطح پر سمجھ سکتا ہے لیکن اس کا گہرا اور حقیقی مفہوم نہیں سمجھ پاتا۔ شاہ ولی اللہؒ کے مطابق، روحانی بصیرت وہ صلاحیت ہے جو انسان کو

حدیث کے ظاہری معانی سے آگے بڑھ کر اس کے باطنی اور مخفی پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ وہ کہتے ہیں: "جو شخص روحانی طور پر ترقی یافتہ ہوتا ہے، وہ حدیث کی گہرائیوں کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے"۔[33]

شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب التفہیمات الالٰہیہ میں اس بات پر زور دیا کہ روحانی بصیرت انسان کے قلب میں اللہ کی طرف سے ایک خاص نور کی صورت میں نازل ہوتی ہے، جو اس کی سمجھ کو بڑھاتی ہے۔ ان کے نزدیک، حدیث ایک روحانی علم ہے جو دلوں میں اتارنے کے لیے مخصوص روحانی تربیت اور اللہ کی ہدایت کا محتاج ہے۔ وہ حدیث کو محض ایک تعلیمی موضوع نہیں سمجھتے بلکہ ایک روحانی تجربہ قرار دیتے ہیں جو انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کے لیے ضروری ہے۔[34]

شاہ ولی اللہؒ کی حدیث فہمی میں روحانی بصیرت کا ایک اور اہم پہلو ان کے علمی طریقہ کار میں ملتا ہے۔ انہوں نے حدیث کی تفہیم میں ایک خاص توازن قائم کیا تھا، جہاں وہ نہ صرف ظاہری معانی اور لغوی تشریح پر زور دیتے تھے بلکہ روحانی تجربات اور مکاشفات کی روشنی میں اس کے گہرے مفہوم کو بھی اجاگر کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب انسان حدیث کو روحانی سطح پر سمجھتا ہے تو وہ اس کے پیغام کو صرف اپنی زندگی کے لیے نہیں بلکہ انسانیت کی فلاح کے لیے بھی مفید سمجھتا ہے۔[35]

روحانی بصیرت کے ذریعے شاہ ولی اللہؒ نے حدیث کی تفہیم میں ایک منفرد زاویہ اپنایا۔ ان کے مطابق، حدیث کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر ایک خاص روحانی قوت پیدا کرے جو اسے حدیث کی حقیقت تک پہنچنے میں مدد دے۔ وہ حدیث کے ذریعہ انسان کے اخلاقی اور روحانی انقلاب کو ممکن بناتے ہیں، اور اس کے ذریعے انسان کی دنیا اور آخرت میں کامیابی کی راہ ہموار کرتے ہیں۔[36]

شاہ ولی اللہؒ کی حدیث فہمی میں روحانی بصیرت کا کردار ان کے علمی اور روحانی آثار میں نظر آتا ہے۔ ان کے مطابق، اگرچہ حدیث کی ظاہری تشریح علم کا حصہ ہے، لیکن اس کا حقیقی اثر اور فائدہ تب ہی حاصل ہوتا ہے جب انسان کی روحانی سطح بلند ہو۔ وہ حدیث کو ایک ایسا علم سمجھتے تھے جو انسان کی روحانیت کو پروان چڑھاتا ہے اور اس کے دل میں اللہ کی محبت اور خشیت پیدا کرتا ہے۔[37]

علمی روایت میں مکاشفہ کی حیثیت: شاہ ولی اللہؒ کا منفرد زاویہ نظر

علمی روایت میں مکاشفہ کی حیثیت: شاہ ولی اللہؒ کا منفرد زاویہ نظر ایک اہم موضوع ہے جس پر شاہ ولی اللہؒ نے اپنی تحریروں اور عملی تجربات کی بنیاد پر گہرائی سے روشنی ڈالی ہے۔ شاہ ولی اللہؒ دہلوی کی فکر میں مکاشفہ کی حیثیت کو سمجھنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ انہوں نے مکاشفہ کو محض ایک روحانی تجربہ یا وجدانی حالت کے طور پر نہیں دیکھا، بلکہ اسے علمی روایت کا ایک اہم حصہ اور دینی معرفت کی تکمیل کا ذریعہ سمجھا۔ ان کے مطابق مکاشفہ وہ روشنی ہے جو اللہ کی طرف سے انسان کے قلب پر نازل ہوتی ہے اور یہ انسان کو حقیقت کی گہرائیوں تک پہنچانے کا وسیلہ بنتی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کی علمی روایت میں مکاشفہ کی حیثیت کی تفصیل اس بات پر مبنی ہے کہ وہ مکاشفہ کو دین کی حقیقت تک پہنچنے کا ایک ایسا ذریعہ سمجھتے تھے جو قرآن و سنت کے مطابق ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک، علم کا حصول صرف ظاہری معانی اور الفاظ کے ذریعے نہیں ہوتا، بلکہ اللہ کی ہدایت اور مکاشفہ کے ذریعے انسان کو ایک ایسی گہری بصیرت حاصل ہوتی ہے جو اس کی روحانی ترقی کا سبب بنتی ہے۔ انہوں نے اپنی تصنیف التفہیمات الالٰہیہ میں مکاشفہ کی اس اہمیت کو بیان کیا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے انسان کی رہنمائی کا ایک ذریعہ ہے اور اس کا تعلق علم کی حقیقت سے ہے۔[38]

شاہ ولی اللہؒ نے مکاشفہ کو ایک روحانی علم کی صورت میں پیش کیا ہے جو علمی روایت میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ ان کے مطابق، مکاشفہ ہمیشہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے تابع ہوتا ہے، اور اس کا مقصد انسان کے علم کو گہرا کرنا اور اسے حقیقت کے قریب لانا ہوتا ہے۔ وہ مکاشفہ کو صرف ایک شخصی تجربہ یا فردی حالت کے طور پر نہیں دیکھتے بلکہ اسے ایک ایسی علمی حقیقت کے طور پر سمجھتے ہیں جو کسی بھی انسان کی روحانی تطہیر اور ذہنی پختگی کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔ اس لیے، مکاشفہ اور علمی روایت کے درمیان تعلق اس بات پر استوار ہے کہ دونوں کا مقصد انسان کی رہنمائی اور معرفت کا فروغ ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب فیوض الحرمین میں مکاشفہ کی حیثیت کو ایک روحانی علم کے طور پر واضح کیا ہے۔ ان کے مطابق، مکاشفہ وہ علم ہے جو انسان کے دل میں ایک خاص روحانی قوت کے ذریعے جاگتا ہے اور یہ علم قرآن وسنت کے مطابق ہوتا ہے۔ مکاشفہ کے ذریعے انسان اپنے دل کی گہرائیوں تک پہنچتا ہے اور اللہ کے قریب جاتا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے اس علم کو علمی روایت کا ایک لازمی جزو سمجھا، جو اس شخص کے لیے اہمیت رکھتا ہے جو علمی اور روحانی لحاظ سے خود کو تیار کرتا ہے۔[39]

شاہ ولی اللہؒ کے مطابق، مکاشفہ صرف ان افراد کے لیے ایک حقیقت بنتا ہے جو دین کی صحیح فہم رکھتے ہیں اور جو روحانی طور پر اس کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے یہاں مکاشفہ کا حصول ایک ایسی تجرباتی حقیقت ہے جو انسان کو اللہ کے قرب اور اس کی معرفت کے لیے ایک نیا دروازہ کھولتا ہے۔ اس طرح، مکاشفہ علم کی حقیقت کو بے نقاب کرنے کا ایک ذریعہ بنتا ہے جس سے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور انسان کی علمی فہم میں گہرائی آتی ہے۔[40]

شاہ ولی اللہؒ کا منفرد زاویہ نظر یہ تھا کہ مکاشفہ علمی روایت کا ایک ضروری حصہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے انسان کو حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے اور یہ علم کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے۔ وہ مکاشفہ کو ایک ایسا علم سمجھتے تھے جس میں عقل اور دل دونوں کی ہم آہنگی ہوتی ہے، اور اس کا مقصد انسان کو شریعت کے مطابق علم میں اضافہ کرنا ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ کی علمی روایت میں مکاشفہ کی حیثیت کو تسلیم کرنا اس بات کا غماز ہے کہ علم اور روحانیت کا ایک گہرا تعلق ہے، جو دونوں کے امتزاج سے انسان کی ترقی اور فلاح ممکن ہوتی ہے۔[41]

نتائج تحقیق

شاہ ولی اللہؒ کی علمی روایت میں مکاشفہ کی حیثیت کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ انہوں نے مکاشفہ کو محض ایک روحانی تجربہ نہیں سمجھا، بلکہ اسے علم کی گہرائیوں تک پہنچنے کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے جو قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق ہوتا ہے۔ تحقیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک مکاشفہ علمی روایت کا ایک ضروری اور تکمیلی حصہ تھا، جو انسان کی روحانی اور ذہنی ترقی کے ساتھ اس کی علمی فہم کو بھی بڑھاتا تھا۔ ان کے مطابق، مکاشفہ انسان کے دل میں اللہ کی ہدایت کے نور کا انکشاف کرتا ہے، جو اس کی دینی فہم اور عمل کو درست راستہ دکھاتا ہے۔ اس کے ذریعے، علم اور روحانیت کا امتزاج انسان کو حقیقت کی گہرائیوں تک پہنچاتا ہے اور اسے شریعت کے مطابق علم میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ تحقیق شاہ ولی اللہؒ کی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ مکاشفہ اور علمی روایت کا آپس میں ایک گہرا اور لازم تعلق ہے، جس سے انسان کی فلاح اور ترقی ممکن ہوتی ہے۔

حوالہ جات

[1] Shah Waliullah al-Dihlawi, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, trans. by G.N. Jalbani (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1970), 89.

[2] Ibid., 94.

[3] Muhamm bin Ismail, Al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, Hadith no. 3689

[4] Shah Waliullah, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, 102.

[5] Shah Waliullah, Fuyud al-Haramayn, trans. by G.N. Jalbani (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1971), 66.

[6] Ibid., 45.

[7] Manazir Ahsan Gilani, Hayat-e-Shah Waliullah (Lahore: Idara-e-Tahqeeqat-e-Islami, 1983), 58.

[8] Shah Waliullah, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, 111.

[9] Masood Ahmad, Shah Waliullah aur Us ka Falsafa (Karachi: Majlis Nashriat-e-Islam, 1988), 142.

[10] Shah Waliullah, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, 97.

[11] Ibid., 88.

[12] G.N. Jalbani, Teachings of Shah Waliullah (Lahore: Ashraf Press, 1967), 72.

[13] Shah Waliullah, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, 105.

[14] Ibid., 115.

[15] Shah Waliullah al-Dihlawi, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, trans. by G.N. Jalbani (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1970), 67.

[16] Shah Waliullah, Fuyud al-Haramayn, trans. by G.N. Jalbani (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1971), 82.

[17] Shah Waliullah, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, 105.

[18] Ibid., 110.

[19] Shah Waliullah, Fuyud al-Haramayn, 54.

[20] Shah Waliullah, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, 98.

[21] Ibid., 112.

[22] Ibid., 115.

[23] Shah Waliullah, Fuyud al-Haramayn, 93.

[24] Shah Waliullah, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, 120.

[25] Ibid., 125.

[26] Shah Waliullah al-Dihlawi, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, trans. by G.N. Jalbani (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1970), 112.

[27] Ibid., 115.

[28] Ibid., 118.

[29] Shah Waliullah, Fuyud al-Haramayn, trans. by G.N. Jalbani (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1971), 67.

[30] Shah Waliullah, Fuyud al-Haramayn, 72.

[31] Shah Waliullah, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, 124.

[32] Ibid., 130

[33] Shah Waliullah al-Dihlawi, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, trans. by G.N. Jalbani (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1970), 78.

[34] Ibid., 92.

[35] Shah Waliullah, Fuyud al-Haramayn, trans. by G.N. Jalbani (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1971), 56.

[36] Shah Waliullah, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, 108.

[37] Ibid., 115

[38] Shah Waliullah al-Dihlawi, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, trans. by G.N. Jalbani (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1970), 67.

[39] Shah Waliullah, Fuyud al-Haramayn, trans. by G.N. Jalbani (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1971), 72.

[40] Shah Waliullah, Al-Tafhimat al-Ilahiyyah, 112.

[41] Ibid., 115